INSIGHT OF QURAN
EDUCATION FOR WOMEN

/INSIGHTOFQURAN

WHERE TRUTH STAND ALONE

کربلا: حق کی اخری حد

حق تنہا، مگر شکستہ نہیں تھا

EP:10

شبِ عاشور عبادت، چراغ کا گل ہونا اور آخری رات

منظر کو تصور کریں کہ

9 محرم الحرام 61 ہجری کی ڈھلتی ہوئی شام۔

کربلا کے افق پر سورج غروب ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی زمین پر ایک عجیب ساتناؤ پھیل چکا ہے۔ اچانک عمر بن سعد کے لشکر میں ڈھول بجنے لگتے ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں گونجتی ہیں۔ یزیدی فوج امام حسینؑ کے خیموں کی طرف پیش قدمی شروع کر دیتی ہے۔ امامؑ اپنے خیمے کے باہر تلوار پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، اور ان کی آنکھیں کچھ لمحوں کے لیے لگ گئی ہیں۔

سیدہ زینبؑ گھبرا کر آتی ہیں اور کہتی ہیں:

"بھیا! دیکھیے دشمن کتنا قریب آگیا ہے!"

امام حسینؑ نے اپنے بھائی حضرت عباسؑ کو بلایا اور فرمایا:

"عباس! تم ان کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ یہ اچانک پیش قدمی کیوں؟ اور اگر ممکن ہو تو ان سے آج کی رات کی مہلت لے لو۔ ہم یہ رات اپنے رب کی نماز، دعا اور استغفار میں گزارنا چاہتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ مجھے اس کی نماز، اس کی کتاب (قرآن) کی تلاوت اور دعا سے کتنی محبت ہے!"

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 316 / الکامل فی التاریخ، ابنِ اثیر، جلد 4، صفحہ 57)

حضرت عباسؑ دشمن کے سامنے گئے اور امامؑ کا یہ پیغام پہنچایا۔ عمر بن سعد نے پہلے تو انکار کرنا چاہا، لیکن اس کے لشکر میں موجود کچھ غیرت مند سپاہیوں نے کہا:

سبحان اللہ! اگر کوئی غیر مسلم (دیلمی) بھی ہم سے ایک رات کی مہلت مانگتا تو ہم دے دیتے۔ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی آل ہیں!

دیلمی:

(اس دور میں سلطنتِ اسلامیہ کی سرحدوں پر رہنے والے غیر مسلموں (خصوصاً ایرانی علاقے 'دیلم' کے جنگجوؤں، جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو دیلمی کہا جاتا تھا۔ وہ مسلمانوں کے جانی دشمن تھے اور ان کے خلاف اکثر جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔)

چنانچہ، عمر بن سعد مجبور ہوا اور اس نے رات بھر کے لیے جنگ ٹال دی۔
یہ کربلا کی تاریخ کی آخری اور الوداعی رات تھی، جسے شبِ عاشور کہا جاتا ہے۔

رات کا اندھیرا گہرا ہوا، تو امام حسینؑ نے اپنے تمام اصحاب اور اہل بیت کو ایک خیمے میں اکٹھا کیا اور وہ یادگار خطبہ دیا جو رہتی دنیا تک وفاداری کا سب سے بڑا چارٹر بن گیا:

"میں اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار اور اچھے اصحاب کسی کے نہیں جانتا، اور نہ اپنے اہل بیت سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا کوئی خاندان جانتا ہوں۔ اللہ تم سب کو میری طرف سے جزا دے۔ سنو! میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا ان سے آخری فیصلے کا دن ہے۔ میں تم سب کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ تم رات کے اس اندھیرے کا فائدہ اٹھاؤ اور یہاں سے نکل جاؤ۔"

امامؑ نے اپنی بات کو مزید آسان کرنے کے لیے ایک تاریخی قدم اٹھایا۔ آپؑ نے خیمے کا چراغ (شمع) بجھانے کا حکم دیا اور فرمایا:

"میں نے خیمے کا چراغ بجھا دیا ہے اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھا لی ہے۔ اندھیرا ہے، تم میں سے جو جانا چاہے، وہ بنو ہاشم کے ایک ایک جوان کا ہاتھ پکڑے اور اپنے شہروں کو لوٹ جائے، کیونکہ یہ لشکر صرف میری جان کا پیاسا ہے۔ اگر وہ مجھے پا لیں گے تو کسی اور کا پیچھا نہیں کریں گے۔"

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 318 / البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر، جلد 8، صفحہ 193)

خیمے میں چند لمحوں کے لیے گہرا سکوت طاری رہا... اندھیرا تھا، کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ جب دوبارہ چراغ جلایا گیا، تو منظر دیکھنے والا تھا۔ امامؑ کے مخلص اصحاب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، لیکن ان کے چہروں پر غصہ اور عزم تھا۔

سب سے پہلے بنو ہاشم کے جوان اور امامؑ کے بھتیجے حضرت عباسؑ کھڑے ہوئے اور تڑپ کر بولے:

"یا ابنِ رسول اللہ! ہم ایسا کیوں کریں؟ کیا اس لیے کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ اللہ ہمیں وہ دن کبھی نہ دکھائے!"

پھر مسلم بن عوسجہؓ کھڑے ہوئے اور کہا:

"خدا کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل کیا جاؤں گا، پھر زندہ کیا جاؤں گا، پھر جلایا جاؤں گا اور میری راکھ ہوا میں اڑا دی جائے گی، اور ایسا ستر (70) بار کیا جائے گا، تب بھی میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے موت کو گلے لگا لوں!"

جب یہ طے ہو گیا کہ کوئی بھی حسینؑ کو تنہا چھوڑ کر نہیں جائے گا، تو اس مخلص کاروان نے رات کا آخری حصہ اپنے رب کے حضور سجدوں میں گزار دیا۔

تاریخِ طبری اور دیگر مستند مراجع لکھتے ہیں کہ

اس رات حسینی خیموں کا منظر دیکھنے والا تھا۔ رات بھر خیموں سے رکوع، سجود، تلاوتِ قرآن اور مناجات کی ایسی دھیمی اور مسلسل آوازیں آ رہی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ ایک طرف غازی عباسؑ خیموں کے گرد پہرہ دے رہے تھے تاکہ عورتیں امن سے سو سکیں، اور دوسری طرف بوڑھے صحابہ (جیسے حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ اور بریر بن خضیر رضی اللہ عنہ) صبحِ شہادت کی خوشی میں ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے۔

(بحوالہ: الکامل فی التاریخ، ابنِ اثیر، جلد 4، صفحہ 59)

عورتوں کے خیمے میں سیدہ زینبؑ اپنے بھائی حسینؑ کے سرہانے بیٹھی تھیں اور الوداعی باتیں ہو رہی تھیں۔ امامؑ نے اپنی بہن کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:
"میری بہن! تقویٰ اختیار کرنا، اور یاد رکھنا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو فنا ہونا ہے، صرف اللہ کی ذات باقی رہے گی۔ میرے بعد اپنے گریبان کو چاک نہ کرنا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔"

آج کا نوجوان شبِ عاشور کی اس نفسیات پر غور کرے۔

دنیا کا کوئی مادی لیڈر جب اپنی شکست اور موت کو سامنے دیکھتا ہے، تو وہ ڈپریشن (Depression) یا مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن حسینی خیموں میں موت کی رات کوئی ماتم نہیں تھا، کوئی خوف نہیں تھا۔ وہاں چراغ بجھا کر بھی لوگ بھاگے نہیں، بلکہ حق کے چہرے کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔
کیوں؟

کیونکہ جب انسان کا رشتہ اپنے رب سے اور اپنے نظریے سے پکا ہو جاتا ہے، تو موت اس کے لیے خوف نہیں، بلکہ خالق حقیقی سے ملاقات کا ایک خوبصورت ذریعہ بن جاتی ہے۔ حضرت حسینؑ نے ہمیں سکھایا کہ آخری رات بھی ہو، تو وہ سجدے اور قرآن کی تلاوت میں گزرنی چاہیے۔

اگلی قسط

10 محرم الحرام (یومِ عاشورہ) کی صبح۔ امام حسینؑ کے 72 نفوس کا لشکرِ یزید کے 22 ہزار کے مہیب لشکر کے سامنے صف آرا ہونا۔ حر بن یزید ریاحی کے ضمیر کا جاگنا اور یزیدی فوج چھوڑ کر امام حسینؑ کے قدموں میں آ گرنا۔ اور کربلا کے پہلے شہید کا معرکہ۔